السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1-شرع شریف کا کیا حکم ہے، انا کیولیشن وبائے طاعونی کا ٹیکہ محض حفاظتِ جان کے لیے مسلمانوں کو لینا عند الشرع شریف کیانا جائز ہے ؟

۲۔ اور جس نے ٹیکہ لیا وہ مسلمان کیا نہیں رہتا ؟

۳۔ کیا کسی وبا یا مصیبت کے ازالہ میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے کوشش کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

۴۔ کیا ظہور آثار وعلامت وبا میں بنظر حفظ صحت نقل مقام چاہیے کہ نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب ا : صورت مستفسرہ میں ٹیکہ وبائے طاعونی کا مسلمان لے سکتا ہے، جبکہ اس باب میں کوئی ممانعت شرعی نہیں ہے، کیونکہ جو دوا ٹیکہ کے ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہے، اس میں کسی قسم کا نشہ نہیں ہوتا اور نہ بے ہوشی ہوتی ہے، بلکہ اس کے فوری اثر سے طاعون کی سمیت یکلخت دور ہو جاتی ہے اور پھر ٹیکہ لینے والے پر طاعون غالب ان شاء اللہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر منجملہ ہزارہا آدمیوں کے کسی کے خون میں طاعون کی کچھ سمیت شاید آ بھی جائے تو کچھ نقصان نہیں پہنچتا، جس طرح چیچک کا ٹیکہ خاص وعام کے نزدیک زیادہ فائدہ بخش ہے، ویسا ہی یہ ٹیکہ طاعونی ہزارہا اشخاص کی آزمائش میں مفید ثابت ہوا اور ثابت ہوتا جاتا ہے۔

چنانچہ میں نے عرصہ تک اس طاعونی ٹیکے کے لینے والوں اور دیگر وسائل سے تحقیق کیا تو اس کے فوائد پر پورا اطمینان ہو گیا اور کوئی مانع امر شرعیہ نہ پایا۔ لہٰذا اپنے قومی بھائیوں کے شک رفع کرنے کے لیے میں نے خود طاعونی ٹیکہ مروجہ لیا تو بفضلہٖ تعالیٰ میرے تجربے میں بہت فائدہ رساں پایا گیا، اس ٹیکہ سے کسی نوع اور قسم کی طاقت زائل یا کم نہیں ہوتی، نہ کوئی دوسرا مرض پیدا ہوتا، نہ نشہ آتا، نہ کچھ بے ہوشی ہوتی، جس سے کسی وقت کی نماز فوت ہو جائے۔ جب یہ موانع نہیں ہیں تو کوئی قباحت شرعی ٹیکہ لینے میں مانع نہیں۔ دوا کرنے اور علاج کرانے کی کوئی ممانعت حضرت شارع ﷺ سے موجودہ حالت میں پائی نہیں جاتی ہے بلکہ حضور ﷺ نے خود دوائیں ارشاد فرمائی ہیں اور یہ ٹیکہ دوا ہے۔

۲۔ ٹیکہ لینے سے کفر یا ارتداد عند الشرع واقع نہیں ہوتا اور نہ ٹیکہ لینے والا فاسق وفاجر یا مردود الشہادۃ ہوتا۔ جب یہ حالت ہے تو اس کے ایمان واسلام میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ وہ پختہ مسلمان ہے۔

۳۔ ہر مسلمان بلکہ انسان پر فرض ہے کہ جب قوم یا وہ خود کسی ناگہانی مصیبت وبائیہ بیماری میں پھنس جائے یا مبتلا ہو جانے کا خطرہ وخوف ہو تو ایک دوسرے کی جائز اعانت کرے اور مصیبت وبائیہ کے دفع کے لیے فوراً کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ : ۲)

’’نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو۔‘‘

طاعون یا کسی وبا سے بچنے وبچانے کی کوشش اثم وعدوان میں داخل نہیں ہے، بلکہ مدد کرنے والا عند اللہ ماجور ہوگا، جب کہ جان کو خطرہ سے بچائے گا۔

۴۔ جب کسی مقام میں ظاہر ہو کہ وبا آ چلی ہے اور اس کے علامات نمایاں ہو چلے (عام اس سے کہ کوئی مبتلائے مرض ہو یا نہ ہو) اس سے بچنے کے لیے عمدہ سامان تدبیر یہی ہے کہ چندے وہ آبادی چھوڑ دی جائے اور کسی ایسے جنگل یا ہوادار مقام میں قیام کرے جہاں آبادی نہ ہو اور سمیت وبائیہ بھی اس خطے میں نہ ہو۔ جب اصلی سکن سے وبا جاتی رہے تو واپس آ جائے اور جو غربا ایسے نقل مکان کے وقت مفلس ہوں، ان کی حتی المقدور اعانت ہر قسم کی کرے اور ان کی اور اپنی جان بچائے، کیونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے :

وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (البقرۃ : ۱۹۵)

’’اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔‘‘

کسی کا ایسے مہلکہ سے جان بچانا اور امداد کرنا خدا کے محسنین میں داخل ہوتا ہے، جو ہزارہا اموات کا باعث ہو تو شرعاً جائز نہیں ہے۔ جنگل میں آبادی سے باہر چلا جانا خلاف شرع نہیں۔ خدا اور رسول ﷺ نے جان بچانے کی

تدبیر کرنے کو منع نہیں فرمایا ہے۔ واللہ أعلم

خادم قوم عبدالعزیز رضوی صمدانی عفی عنہ

ہم کو چاروں جواب کے ساتھ اتفاق ہے، بے شک یہ ٹیکہ دوا ہے، اس کے ساتھ کوئی اعتقاد شرکیہ نہیں ہے۔ پس جس طرح ساری ادویات باذن اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا کرتے ہیں، ویسا ہی یہ ٹیکہ بھی اور اس میں کسی قسم کا محذور شرعی نہیں ہے۔ پس ٹیکہ لینے والا بے شک وشبہ مسلمان ہے اور بے شک مدد واعانت مصیبت زدہ کی کرنا موجب اجر کثیر ہے۔ جو اس کو خطا سمجھے، وہ خاطی ہے۔

اور حدیث صحیح: ''الطاعون شهادة لكل مسلم'' (طاعون کی موت ہر مسلمان کے لیے شہادت کی موت ہے) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے علاج وتدبیر ازالہ کی نہیں کی جائے، کیونکہ ہدم وغرق میں بھی درجہ شہادت کا ملتا ہے۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعا میں: ''اللهم إني أعوذبك من الهدم والغرق وغير ذلك'' (اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں غرق اور عمارت گرنے کی موت سے) فرمایا ہے۔ اور جس شہر یا گاؤں میں سمیت وبائیہ آگئی ہو، وہاں سے دوسرے شہر یا گاؤں میں جانے کی ممانعت آئی ہے۔ اسی مصلحت سے کہ دوسری جگہ کے لوگ بھی اس میں بتلا ہو جائیں گے، باقی رہا اسی شہر یا گاؤں میں رہ کر صرف حفظ کے واسطے آبادی کو چھوڑ کر میدان ہوادار میں یا جنگل میں جانا یہ داخل فرار نہیں ہے، کیونکہ وہ شخص کسی آبادی میں نہیں گیا ہے، جہاں لوگ آباد ہیں۔ پس اس پر اطلاق فرار کا نہیں ہوا۔ واللہ أعلم (صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٦٧٥، صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٩١٦)۔ (سنن أبي داود، رقم الحديث: ١٥٥٢، سنن النسائی، رقم الحدیث، ٥٥٣٣)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 164

محدث فتویٰ